مرثیہ

پھر زمانے میں ہوئی بارشِ انوارِ حسینؑ | پھر ہوئے مجمعِ عشاق میں اذکارِ حسینؑ
پھر سیہ پوش نظر آئے عزادارِ حسینؑ | پھر ہوئی مجلسوں میں آمدِ سرکارِ حسینؑ
کوئی آباد بلندی پہ ہو یا پستی میں
دھوم ہے ماتمِ شبیرؑ کی ہر بستی میں

مائلِ گریہ طبیعت ہے عزاداروں کی | بزم ہے حق و صداقت کے پرستاروں کی
ہے تمنا بھی جنت کے طلبگاروں کی | یاد تازہ یہ کریں فاطمہؑ کے پیاروں کی
حسنِ سیرت کے بھی ایثار کے اذکار بھی ہوں
ذکرِ شبیرؑ میں انصار کے اذکار بھی ہوں

اپنی مثل آپ تھے انصارِ حسینیؑ بے شک | تھے سب اشراف ادا کر گئے حقِ نمک
اب بھی پھولوں میں جو باقی ہے انہیں کی مہک | ماہ و انجم کی طرح نام ہیں روشن اب تک
پہلے ان سب سے جو آمادۂ جانبازی تھا
شمعِ ایماں کا وہ پروانہ حرؑ غازی تھا

پیاس میں حضرتِ شبیرؑ سے پانی پی کر | حرؑ کا دل کہتا تھا محسن سے نہ غداری کر
ہاتھ کیا آئے گا دنیا میں کوئی دن جی کر | توبہ کر جرم سے ایماں کی طرفداری کر
وقت ہے دامنِ مولاؑ میں اماں لے جلدی
دے کے سر گلشنِ جنت میں مکاں لے جلدی

شبِ عاشور عجب کرب میں کی تھی جو بسر | صبحدم حرؑ نے کہا بھائی ذرا آؤ ادھر
لے کے ہمراہ غلام اور پسر کو صفدر | سب سے بولا کہ ہے کچھ میرے ارادے کی خبر
بچ کے اس فوج کے دوزخ سے لگے ہاتھ چلو
تم کو چلنا ہے تو جنت میں مرے ساتھ چلو

یک زباں سب نے کہا خلد ہے درکار ہمیں | آپ کے حکم سے مطلق نہیں انکار ہمیں
حرؑ یہ بولا کہ جناں دیگا وہ مختار ہمیں | جس کا سر کاٹنے کو کہتے ہیں سردار ہمیں
آؤ چلتے ہیں ادھر مثلِ صبا پہنچیں گے
چوم کر اس کے قدم خلد میں جا پہنچیں گے

گئے شبیرؑ کے نزدیک جو چاروں ضیغم | بولے عباسؑ وہیں روک لو سب اپنے قدم
اٹھ کے کرسی سے یہ فرمانے لگے شاہِ امم | آنے دو منتظر ان کے تو سحر سے ہیں ہم
اب مخالف نہیں ایمان کے شیدائی ہیں
میرے مہمان ہیں بھائی یہ مرے بھائی ہیں

چوم کر حضرتِ شبیرؑ کے چاروں نے قدم | عرض کی عفو کریں ہم کو شہنشاہِ امم
بولے مولاؑ کہ تمہیں بخش چکے کب کے ہم | سندِ کوثر و تسنیم و گلستانِ ارم
بولا حرؑ آپ کی بخشش سے نہیں شک دل میں
لیکن اک بات کھٹکتی ہے ابھی تک دل میں

پوچھا مولا نے وہ کیا بات ہے اے خوش انجام باندھ کر ہاتھ کہا حرؑ نے کہ اے عرش مقام
میں نے جب آپ کے گھوڑے کی پکڑلی تھی لگام غم و غصہ سے کیا تھا کسی بی بی نے کلام
گونجتی ہے مرے کانوں میں وہ آواز اب تک
دل ہو ملنے گا وہ مخدومہ نہ بخشیں جب تک

دفعتاً خیمے سے فضہؑ کی یہ آواز آئی حرؑ تجھے خوشخبری دیتی ہے یہ دکھ پائی
تو جو شبیرؑ کی امداد کو آیا بھائی تیرے احساں سے ہے محبوب علیؑ کی جائی
کہوں کس منہ سے نبیؐ زادیاں کیا کہتی ہیں
بیٹیاں فاطمہؑ کی تجھکو دعا کہتی ہیں

یہ بھی فرما رہی ہیں بنت علیؑ الاعلےٰ ہو سکی تیری تواضع نہ کھلایا کھانا
ہم سے مہمان کو پانی بھی پلایا نہ گیا جاکے جنت میں بزرگوں سے نہ شکوہ کرنا
قدر سے دیکھیں گے جنت میں پیمبرؐ تجھ کو
سیر فرمائیں گے خود ساقیؑ کوثر تجھ کو

حرؑ نے سر پیٹ لیا اور کہا ہائے غضب کس مصیبت میں ہے ناموسِ شہنشاہِ عرب
جن کے دروازے پہ جبریلؑ بھی آئے باادب وہ دعا دے رہی ہیں اپنے غلاموں کو اب
گر کے شبیرؑ کے قدموں پہ کہا۔ یا مولاؑ
لطف اب کوئی نہ جینے کا رہا۔ یا مولاؑ

دیجیے حکم کہ دنیا سے چلا جاؤں میں حسرت آمیز پیامات نہ سن پاؤں میں
آپ کا بندۂ بے دام بھی کہلاؤں میں کفر سے لڑکے مروں دین کے کام آؤں میں
میری اس حرب کا غل کوفے سے تا شام رہے
ناصروں میں سرِ فہرست مرا نام رہے

اذن پانا تھا کہ غازی سوئے کفار چلا پہلے فرزند کو پھر بھائی کو لڑنے بھیجا
وہ ہوئے قتل تو خادم کو دیا اذنِ وغا دیکھا خادم کو تڑپتا تو لڑا خود ایسا
واہ کیا حرب ہے انصار صدا دینے لگے
خود حسینؑ ابن علیؑ داد و دعا دینے لگے

تن تنہا سے جو لڑتے تھے ستمگار ہزار چور زخموں سے ہوا جسمِ جری آخر کار
ہو کے مجبور گرا پشتِ فرس سے جرار دوڑے نصرت کیلئے سبطِ نبیؐ کے انصار
پیچھے سب رہ گئے آگے شہِ والا پہنچے
حرؑ کے لاشے پہ حسینؑ ابن علیؑ جا پہنچے

خاک پر بیٹھ گئے حرؑ کے سرہانے سرور گود میں رکھ لیا شبیرؑ نے مہمان کا سر
لاتے ان سب کو اٹھا کر جو شہِ جن و بشر ہو گیا خیمۂ فرزندِ نبیؐ میں محشر
حرؑ کی قربانیوں پر یوں شہِ صفدر روئے
باپ بیٹوں کے لیے جیسے تڑپ کر روئے

www.emarsiya.com

اہلِ علم کا ہے یہ فرض کریں غور ضرور | کیا تھا اخلاق میں اولادِ نبیؐ کا دستور
عفو کرتے ہیں اسے کیسے جو کرتا ہے قصور | تو بھی کر عرض حسینؑ ابنِ علیؑ سے بہ ظہور
بخشے اللہ گناہوں کی معافی مل جائے
دردِ عسرت کی دوا کافی و شافی مل جائے

مرثیہ

حق گو ہیں، حق نما ہیں، شہیدانِ کربلا | دیکھے انہیں کوئی سرِ میدانِ کربلا
انساں کا رہنما ہے ہر انسانِ کربلا | دیتا ہے درسِ عزم دبستانِ کربلا
حاصل کرو تقابلِ آفات کا سبق
ملتا ہے کربلا سے مساوات کا سبق

دیکھی ہے کربلا میں کچھ ایسی برادری | مقصد ہے جس میں بندۂ و آقا کا ایک ہی
انجام دے رہے تھے جو کارِ پیمبری ! | ہو کر شہید پاتی ہے سب نے برابری
حاصل ہے ہر شہید کے دل کو سکون ایک
ہے کربلا میں بندۂ و آقا کا خون ایک

تھی سب کے دل میں نصرتِ شبیرؑ کی امنگ | بیتاب تھے تمام مجاہد برائے جنگ
تھے موم ان کے سامنے فولاد اور سنگ | آقا۔ غلام۔ بچے۔ بڑے سب تھے ایک رنگ
پوچھو اگر کہ ان میں سیہ فام کون تھا
خدمت گزارِ سیدِ سجادؑ جونؓ تھا

جوشِ وفا سے جونؓ جو بے تاب ہو گیا | شبیرؑ کے قدم پہ گرا مردِ باوفا
کی عرض اذنِ جنگ مجھے کیجیے عطا | بولے حسینؑ عزم ہے کیوں جان دینے کا
عابدؑ کی خدمتیں بھی عبادت سے کم نہیں
رونا ہمارے غم میں شہادت سے کم نہیں

www.emarsiya.com